425

انّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یّشآء ⁂ عسےٰ ان یّبعثک ربّک مقاماً محمودًا

تار کا پتہ
الفضل
قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۳۵

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The AL FAZL QADIAN.

فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؎

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؎

نمبر ۱۴۹ | مورخہ ۱۶ر جون سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰ر صفر سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۴ جون ڈلہوزی سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی۔ کہ حضور کو ۱۰۳ درجہ حرارت تک بخار رہے۔ دوسرے روز کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ اگرچہ رات کو بخار زیادہ ہو گیا۔ مگر صبح (۱۴ جون) درجہ حرارت سو تھا۔ جو بعد میں ۱۰۱ تک بڑھ گیا۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

۱۳ جون بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں میاں معراج الدین صاحب عمر نے ذکر حبیب پر تقریر کی

پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کے اسلامی تاریخ کو بی۔اے کے نصاب سے خارج کر دینے کے فیصلہ کے خلاف جامعہ احمدیہ کے سٹاف اور طلباء کا خاص احتجاجی جلسہ ہوا۔ اور یہ قرارداد پاس کی گئی۔ کہ جامعہ احمدیہ قادیان کے نزدیک سینڈیکیٹ نے اسلامی تاریخ کو نصاب سے نکالنے میں سخت غلطی کا ارتکاب کر کے علم کی جڑ پر تبر رکھا ہے۔

قابل توجہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

میں اس اعلان کے ذریعہ سکرٹری و امراء صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کی توجہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل فیصلہ کی طرف مبذول کراتا ہوا درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے ہاں کی لجنہ کو تحریک فرمائیں۔ کہ اس کے قیام کی اطلاع دفتر ہذا میں بھیجکر منظوری حاصل کرے تا آئندہ مجلس مشاورت کا ایجنڈا اُن کی رائے کے لئے بھجوایا جا سکے۔ جو لجنائیں پہلے اپنے نام دفتر ہذا میں رجسٹرڈ کرا چکی ہیں۔ اور ان کو منظوری کی اطلاع پہونچ چکی ہے۔ وہ بھی اپنے موجودہ پتہ سے دفتر ھذا کو مطلع فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا فیصلہ حسب ذیل ہے:۔

”جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرا لیں۔ یعنی میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کر لیں۔ پھر ان کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائے گا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیج دیا جایا کرے گا۔ وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیج دیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگوں گا۔ تو ان کی آراء کو بھی مدنظر رکھ لیا کروں گا“

خاکسار پرائیویٹ سکرٹری

تبلیغی رپورٹ

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

سماٹرا

مولوی محمد صادق صاحب تکیفون سے اپنے خط مورخہ ۱۸۔ اپریل میں لکھتے ہیں:۔

احمدیوں کے بائیکاٹ میں اب کمی ہو رہی ہے۔ لوگ سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ایک ہفتہ میں ۱۵۔ اصحاب کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی۔ ایک شخص عیسیٰ مرکن نامی داخل سلسلہ ہوئے۔

شہر پاڈانگ میں احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ اخبار "اسلام" جاری ہے۔ جس میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ مولوی ابوبکر صاحب پاڈانگ میں تبلیغ کرتے ہیں۔ اور مولوی زینی دہلان بھی تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔

ڈوکو میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو چکی ہے۔ مولوی زینی دہلان ہفتہ میں ایک دن اس جگہ درس دیتے ہیں۔

پینجنگ میں پاڈانگ سے امیر جماعت احمدیہ معہ ۱۱۔ اصحاب کے بصورت وفد تبلیغ کے لئے گئے۔ یہاں ۱۲۔ اشخاص داخل سلسلہ احمدیہ ہو چکے ہیں۔ اب اس جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہو گئی ہے۔ مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل یہیں رہتے ہیں۔ اور تبلیغ کرتے ہیں۔

فورٹ ڈیکوک شہر جہاں ابھی تبلیغ شروع کی گئی ہے۔ لوگ سلسلہ سے مانوس ہو رہے ہیں۔ اس جگہ مولوی احمد نورالدین صاحب ہفتہ میں دو بار درس دیتے ہیں۔ اور مولوی ابوبکر صاحب ایوب ہفتہ میں ایک دن۔

انگلستان

مولوی محمد یار صاحب کا جو خط ۲۱۔ اپریل کا لنڈن سے لکھا ہوا پہونچا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔

عید کے دن ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں سر سٹوارٹ ریٹائرڈ چیف جسٹس اودھ نے مسلمانوں کے اتحاد پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ مسلمانوں کو دیانت دار اور سمجھ دار لیڈر منتخب کر کے ان کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ اور ہندوؤں کی نسبت انگریزوں سے اچھے تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ نیز مسلمانوں کے عمدہ کیرکٹر اور ان کی مذہبی صداقت کا بھی اعتراف کیا۔

مولوی فرزند علی صاحب نے مقرر اور صدر صاحب نیز حاضرین جلسہ کا جو ۲۰۰۔ کی تعداد میں باوجود موسم کی خرابی کے شریک جلسہ ہوئے شکریہ ادا کیا۔

افریقہ

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ اسلام سالٹ پانڈ کا جو خط ۳۱۔ مارچ کا لکھا ہوا۔ پہونچا۔ اس میں لکھتے ہیں:۔

۱۸۔ مارچ کو علاقہ گوموا۔ اور آگوما کی جماعتوں کا جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی غرض یہ تھی۔ کہ الحاج عیسیٰ صاحب اور ان کی جماعت کے لوگ جو سینکڑوں کی تعداد میں احمدی ہوئے ہیں۔ ان کا جماعت سے تعارف کرایا جائے۔ اور بد رسوم کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ اور عورتوں کی اصلاح کے لئے گرل سکول کھولا جا رہا ہے۔

خزی الاعادی

انجام ناکام مفتریان نافرجام

کہاں ہے حاسد بدگو کہاں ہے۔ وہ دیکھے صدق صادق کا عیاں ہے
وہی ہم ہیں۔ سو وہی دارالاماں ہے خدا نے شان محمودی دکھا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہمارے کام خود حق نے سنوارے بجھائے آتش شر کے شرارے
فرشتے اپنی نصرت کے اتارے جو کرتے پھرتے ہیں ہر سو منادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہوئے ناکام آخر فتنہ ساماں بنے پھرتے تھے جو فرعون و ہاماں
بڑھی ہے شان یوسف پاک داماں وذالک فضل مولیٰ الکل ہادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی (اکمل)

مولوی نذیر احمد صاحب نے ان ایام میں ماکسیم۔ ابا نتم اور آسیام کا تبلیغی دورہ کیا۔ صداقت اسلام پر تین مضمون لکھ کر اخبارات میں شائع کرائے۔ سوبیاں ضلع کو فریڈوا میں ۷۔ اصحاب احمدیت میں داخل ہوئے Adaprome گاؤں سالٹ پانڈ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ان ایام میں ۴۰۔ اصحاب داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ وہاں ایک جماعت بن گئی ہے۔

سرالیون سالٹ پانڈ سے ۹۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گولڈ کوسٹ مشن نے ۲۰ پونڈ ماہوار تنخواہ پر وہاں کے لئے ایک علیحدہ مبلغ مقرر کیا ہے۔ جو یکم فروری ۱۹۳۲ء سے وہاں تبلیغ سلسلہ کر رہا ہے۔

ان ایام میں تمام علاقہ گولڈ کوسٹ میں ۲۷۵ نئے افراد داخل سلسلہ ہوئے جن کے بیعت کے فارم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہونچ چکے ہیں۔

امام قاسم صاحب انچارج مشنری لیگوس سے اپنے خط یکم اپریل میں لکھتے ہیں۔ وہاں کی ایگزیکٹو کمیٹی نے انہیں چیف امام منتخب کیا ہے جماعت تبلیغ اسلام میں مصروف ہے۔

سیلون

مولوی عبداللہ صاحب مالاباری مہتمم تبلیغ علاقہ سیلون نے ۸۔ اپریل لغایت ۳۰۔ اپریل کالی کٹ۔ پینگاڈی۔ پالی گھاٹ۔ ڈنڈیگل۔ سامان کلم۔ ٹوٹی کورن کا تبلیغی دورہ کیا اور دو لیکچر دیئے۔

صدر انجمن احمدیہ کیلئے کارکنوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر کے لئے تین۔ چار کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو اچھے نمبروں پر انٹرنس پاس ہونے کے علاوہ ٹائپ بھی جانتے ہوں۔ انگریزی۔ اور حساب میں دسترس رکھنے والے مولوی فاضل اصحاب بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔

ایک اسامی مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بھی زیر غور ہے۔ جس کا کام صدر انجمن احمدیہ کی اراضیات و مکانات کی خرید و فروخت اور نیز ان کے متعلق انتظامی معاملات اور محصلات کی وصولی کا انتظام بھی ہوگا۔ تجربہ کار امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔ جو اصحاب قادیان میں خدمت دین کی خواہش رکھتے ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد مقامی امیر یا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحبان کی سفارش کے ساتھ پتہ ذیل پر جلد ارسال کر دیں۔

خاکسار۔ چوہدری فقیر محمد انسپکٹر پولیس پنشنر

جہلم میں جلسہ

۱۹-۲۰۔ جون ۱۹۳۲ء کو جہلم میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ تمام جماعت احمدیہ اور انصار اللہ کو اس جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس جلسہ پر ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔اے گجراتی اور مولوی عبدالمنان صاحب جائیں گے۔ اور یہی مبلغین چکوال کے جلسہ میں بھی شامل ہونگے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

426

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۴۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ جون سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

مہاراجہ صاحب کشمیر کا تازہ اعلان

امن اور خوشحالی دادرسی سے حاصل ہوگی نہ کہ تشدد سے

آئندہ کیا کیا جائے گا

ریاست کشمیر کے بعض سیاسی قیدیوں کی رہائی کے بعد مہاراجہ بہادر کشمیر نے ایک اعلان اپنے نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ

"گزشتہ ۱۳ - جولائی سے ریاست جموں وکشمیر میں مختلف جگہوں کی سیاسی شورش کی وجہ سے فسادات رونما ہوتے رہے ہیں۔ لیکن میری حکومت نے نہایت نرمی کا سلوک روا رکھا ہے۔ اور مختلف مواقع پر ملزموں اور زیر سماعت قیدیوں کو جنہوں نے ریاست کے امن و امان میں خرابی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ معافی دے دی۔ اور رہا کر دیا۔ لیکن اب میری رعایا کے تمام طبقوں۔ ریاست کے باشندوں اور ان اشخاص کی اطلاع کے لئے جو بیرون ریاست سے شورش اور اضطراب کا باعث ہوئے ہیں۔ شائع کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ قانون کا پوری سختی کے ساتھ نفاذ کیا جائے گا۔ اور آئندہ جو اشخاص اس نوعیت کے جرائم کا ارتکاب کریں گے۔ اُن کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ نہ ہی ان کے خلاف مقدمات واپس لئے جائیں گے اور نہ ہی ان کی معذرت قبول کی جائے گی"

اعلان کی وجہ

یہ اعلان کرنے کی وجہ مہاراجہ بہادر نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

"پبلک کے دل سے اس قسم کے اثر کو بالکل زائل کر دیا جائے۔ کہ میری ریاست کے امن وامان اور خوشحالی کے خلاف سرگرمیاں اور اس نوعیت کے جرائم۔ اور دیگر عام تعزیری جرائم مختلف حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ کہ میری حکومت ہمیشہ ان کی طرف سے اسی طرح چشم پوشی اختیار کیا کرے گی۔ اس وقت تک میری حکومت نے انتہائی نرمی سے سب باتوں کو برداشت کیا ہے۔ لیکن آئندہ میں نے اور میری حکومت نے پختہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر ریاست کے امن اور خوشحالی کے خلاف کسی جرم کا بھی ارتکاب کیا گیا۔ اور کسی قسم کی مخالف تحریک یا شورش پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو مجرموں کو پوری پوری سزا دی جائے گی اور قانون کا نفاذ پوری شدت سے کیا جائے گا۔ اور ضرورت کے وقت ہنگامی قوانین کو بھی استعمال میں لایا جائے گا"

ہر حکومت کا حق

ہر ایک حکومت کو حق حاصل ہے۔ کہ قیام امن اور حفاظت قانون کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کرے۔ اور ہر جائز تدبیر سے کام لے۔ لیکن بدامنی اور قانون شکنی کو روکنے اور ملک میں امن اور خوشحالی پیدا کرنے کا صرف یہی طریق نہیں۔ کہ ممکن سے ممکن تشدد کیا جائے اور رعایا کی زبان بندی کر کے اسے بالکل خاموش ہو جانے کے لئے مجبور کر دیا جائے۔ بے شک قانون شکنی کرنے والوں کو سزا دینی چاہیئے اور اگر از روئے عدل وانصاف نہ کہ از راہ بغض وشرارت کسی کا جرم انتہائی سزا کا مستحق ہو۔ تو اسے وہ سزا دینے پر کسی کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔ بلکہ ہر امن پسند اسے بنظر پسندیدگی دیکھیگا۔

دور اندیش حکومت کا کام

لیکن دور اندیش اور عاقبت بین حکومت کا یہ بھی کام ہے۔ کہ ان حالات کی جلد سے جلد اصلاح کرے۔ جن کی وجہ سے بدامنی اور بے چینی پیدا ہوئی ہو اور جن کے باعث بعض لوگ حد اعتدال سے گزر کر اپنے آپ کو انتہائی خطرات کے حوالے کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں ورنہ اگر اس پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے اور محض "قانون کا پوری سختی سے نفاذ کرنے" اور "پوری پوری سزا" دینے کی شکل میں تشدد اور سختی سے کام لیا جائے۔ اور رعایا کی شکایات کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ ان کے مصائب وآلام کو دور نہ کیا جائے۔ انہیں ذلت ونکبت کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو اس صورت میں نہ تو امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور نہ خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مہاراجہ جموں وکشمیر نے اپنے اعلان میں صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہے۔ اور صرف یہی کہنا ضروری سمجھا ہے۔ کہ "آئندہ قانون کا پوری سختی کے ساتھ نفاذ کیا جائے گا۔ اور آئندہ جو اشخاص اس نوعیت کے جرائم کا ارتکاب کریں گے۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی" "اور کسی قسم کی مخالف تحریک یا شورش پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو مجرموں کو پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور قانون کا نفاذ پوری شدت سے کیا جائے گا" لیکن یہ اعلان کرتے ہوئے دوسرے نہایت ہی ضروری پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ رعایا کی شکایات کو جلد سے جلد دور کیا جائے گا۔ اور جس ذلت کے گڑھے میں لوگ گرے ہیں۔ اس سے انہیں نکالنے کی فوری کوشش کی جائے گی۔

زیادہ سے زیادہ تشدد کیا کر سکتا ہے

کون نہیں جانتا۔ کہ زیادہ سے زیادہ تشدد بھی اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ کہ جان لے لے۔ لیکن کیا قومی مصائب اور آلام کو دور کرنے کی جدوجہد میں۔ قومی ذلت اور ادبار کو ہٹانے کی کوشش میں اور قوم کو ظلم وستم سے نجات دلانے کی سعی میں جان دینے والوں کا اس طرح خاتمہ ہو سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ ایک کے جان دینے ایک کے مصائب اٹھانے۔ ایک کے آلام کا شکار ہونے پر کئی ایک اور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا ہے جب تک تشدد صلح جوئی کے آگے۔ ظلم انصاف کے سامنے اور سختی نرمی کے مقابلہ میں نہ جھک جائے۔

جب اقوام عالم کی اس وقت تک کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آئندہ بھی ایسا ہی نہ ہو۔ اس وجہ سے ہمیں بے حد افسوس ہے۔ کہ مہاراجہ بہادر نے ایسے وقت میں جبکہ نہ صرف اعلان کے رنگ میں بلکہ عملی طور پر مسلمانوں کی شکایات اور ناقابل برداشت مشکلات کے ازالہ کی ضرورت تھی۔ جو اعلان کیا۔ اس میں صرف پوری شدت کے ساتھ قانون کے نفاذ اور مجرموں کو پوری سزا دینے پر ہی سارا زور صرف کیا گیا ہے۔

رعایا کے متعلق فرض

بے شک مہاراجہ بہادر قانون شکنی کرنے والوں کو پوری پوری سزا دیں۔ اور بدامنی پیدا کرنے والوں کے لئے قانون کا نفاذ پوری شدت کے ساتھ کریں۔ یہ ان کا حق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی رعایا کے متعلق ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے۔ اسے بھی تو ملحوظ رکھا جائے۔ اور وہ رعایا کی تکالیف اور مصائب کا انسداد ہے۔ اس کی حیوانوں سے بدتر حالت کی اصلاح ہے۔ اس کے ابتدائی انسانی حقوق کے متعلق مطالبہ کو پورا کرنا ہے۔ اور یہ بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا مجرموں کو پوری پوری سزا دینا۔ اور قانون کا سختی کے ساتھ نفاذ کرنا۔ بلکہ ایک لحاظ سے اس سے بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اسے صحیح رنگ میں ادا کرنے پر کسی کو مجرم قرار دینے۔ اور پھر سزا دینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

پس اگر مہاراجہ بہادر اس اعلان کے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیتے کہ مسلمانوں کو وہ حقوق اور مطالبات جن کا اقل ترین حصہ گلینسی کمیشن نے پیش کیا ہے۔ اور جس کی منظوری کا وہ خود بھی پہلے اعلان کر چکے ہیں۔ اس پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اور آئندہ طریق عمل اس کی پوری پوری تائید اور حمایت کرے گا۔ تو یہ نہایت ہی موزون اور مفید صورت ہوتی۔ اور اس کا نہایت اچھا اثر ہوتا۔ لیکن حیرت ہے کہ ایک طرف تو گلینسی کمیشن کی سفارشات کو باوجود منظور کر لینے کے کھٹائی میں ڈال رکھا ہے۔ اور دوسری طرف قانون کا پوری شدت سے نفاذ کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے؛

مسلمانوں کا شبہ

اس سے اگر مسلمانوں کو یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ گلینسی کمیشن کی سفارشات کا جو مفہوم بظاہر سمجھا گیا۔ اور جس پر مسلمانوں نے ایک حد تک اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ عملی صورت میں شاید وہ ظہور پذیر نہ ہو سکے۔ تو کوئی عجیب بات نہیں۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں میں جو تحریک بے چینی اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسے دبانے کے لئے یہ اعلان کیا گیا ہے؛

بہترین صورت

یہ شبہ درست ہو۔ یا نا درست۔ لیکن ریاست کے لئے بہترین صورت یہی ہے۔ کہ جہاں وہ قانون شکنی کرنے والوں کے متعلق قانون کا استعمال کرے۔ وہاں رعایا کے حقوق اور مطالبات پورے کرنے میں بھی ایک منٹ کا توقف نہ کرے۔ اور اپنے طریق عمل سے یقین دلا دے۔ کہ فی الحال جو کچھ دینے کا اس نے خود اعلان کیا ہے۔ اس میں حقیقت ہے؛

ریاست کا سابقہ رویّہ

مہاراجہ بہادر کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کی حکومت نے ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور حادثات میں جو رویہ اختیار کئے رکھا۔ اس میں نہ تو مجرموں کو پوری پوری سزا دی گئی۔ اور نہ قانون کا پوری شدت سے استعمال کیا گیا۔ حکومت نے ممکن ہے۔ کوئی ایسی سکیم سوچ رکھی ہو جسے بروئے کار لانے کا ابھی تک موقعہ نہ ملا ہو۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہو۔ کہ قانون کا پوری شدت سے ابھی تک استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن مسلمان جن پر گزری ہے اور غیر جانبدار دنیا جس نے حالات سنے ہیں۔ وہ یہی سمجھتی ہے کہ ریاست نے تشدد میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔ بہر حال ریاستی حکومت نے کمزور۔ نہتے۔ اور بے بس مسلمانوں کے ساتھ زور آزمائی ضرور کی اور ۱۳ جولائی سے لے کر اس وقت تک جتنے بھی حادثات رونما ہوئے ان میں تشدد کا پورا پورا مظاہرہ کیا گیا؛

قیام امن کی صورت

یہ بھی ثابت شدہ بات ہے۔ کہ ہر واقعہ نے بے چینی اور بدامنی میں اضافہ کیا۔ آخر کار امن کی صورت اس وقت نظر آئی جب گلینسی کمیشن کی سفارشات کے متعلق مہاراجہ بہادر کی منظوری کا اعلان ہوا۔ اور اب مستقل امن اور خوشحالی اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ ان اصلاحات کو صحیح معنوں میں جلد سے جلد نافذ کر دیا جائے۔ اور نہ صرف ان میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے۔ بلکہ ترقی کرنے والی حکومتوں کی طرح ان میں روز بروز اضافہ کیا جائے؛

”آریہ گزٹ“ کے ایک سوال کا جواب

آریوں میں ستیارتھ پرکاش کی پوزیشن

آریوں کے مذہبی خیالات چونکہ کسی پختہ بنیاد پر قائم نہیں بلکہ جیسا موقعہ دیکھتے ہیں۔ ویسا اعلان کر دیتے ہیں۔ اس لئے ایک وقت جس بات کو بڑے زور شور سے ظاہر کرتے ہیں۔ وہی اگر دوسرے وقت میں انہیں یاد دلائی جائے۔ تو نہ صرف اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ بلکہ بدزبانی اور بے ہودہ گوئی پر اتر آتے ہیں؛

چند دن ہوئے ہم نے ایک مضمون کے دوران میں ”ستیارتھ پرکاش“ کی نسبت لکھا تھا۔ کہ

”آریہ اسے پانچواں وید اور الہامی کتابوں کے درجہ کی کتاب قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے“۔

ان الفاظ کے متعلق ”آریہ گزٹ“ (۱۱۔جون) نے ”دھوکہ دینے کی کوشش“ کے عنوان سے لکھا ہے:۔

”ستیارتھ پرکاش کو کبھی الہامی کتب کا درجہ نہیں دیا گیا۔ اگر بے غیرتی کی حد نہیں ہو گئی۔ تو الفضل کوئی ثبوت پیش کرے“

اس مطالبہ پر ہم یہ کہتے ہوئے کہ اگر خود فراموشی کی حد نہیں ہو گئی۔ تو آریہ گزٹ حسب ذیل ثبوت ملاحظہ کرے۔

آریوں کے مشہور اخبار ”آریہ پترکا“ (۶۔جولائی سنہ ۱۹۱۸ء) نے لکھا ہے:۔

”ستیارتھ پرکاش کو آریہ سماجک حلقہ میں ہر دلعزیزی کے لحاظ سے وہی درجہ حاصل ہے۔ جو عیسائیوں میں انجیل کو۔ مسلمانوں میں قرآن کو۔ ہندوؤں میں گیتا کو اور گرنتھ کو سکھوں میں حاصل ہے“

کیا ان الفاظ میں صاف طور پر ستیارتھ پرکاش کو وہی درجہ نہیں دیا گیا۔ جو دیگر مذاہب کی الہامی کتب انجیل۔ قرآن۔ گیتا اور گرنتھ کو حاصل ہے؟

ہاں یہ اس وقت کی بات ہے جب آریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کے مجموعہ دُرِّثمین کی ضبطی کے لئے شور مچایا۔ اور ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ ضبطی کے قابل دُرِّثمین نہیں۔ بلکہ ”ستیارتھ پرکاش“ ہے۔ اور ایسے مدلل و پُرزور مضامین لکھے۔ کہ خود آریوں کو اعتراف کرنا پڑا۔ ”احمدی اخبارات نے حملہ کا رخ پھیر دیا ہے۔ آریہ اخبارات گئے تو تھے دُرِّثمین کو ضبط کرانے۔ ستیارتھ پرکاش کو بحث کا مضمون بنا لائے“ (آریہ اخبار پرکاش)

چونکہ اس وقت ”ستیارتھ پرکاش“ بحث کا مضمون بن چکی تھی۔ اور آریوں کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ ضبط نہ ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے اسے دیگر مذاہب کی الہامی کتب کی سٹیج پر لا رکھا۔ لیکن اب جبکہ ہم نے یہ ثابت کیا کہ اس میں نہ صرف اچھوتوں کے متعلق بلکہ ہندوؤں کے ایک طبقہ شودروں کے متعلق بھی انسانیت کش تعلیم دی گئی ہے۔ تو ”ستیارتھ پرکاش“ کو ایک معمولی کتاب کے درجہ پر لے آئے۔ تاکہ اس کا بآسانی انکار کر سکیں؛

مسلمانان الور کے مصائب

ایک عرصہ سے مسلمانان الور ریاستی حکام اور ہندوؤں کے جبر و تشدد کا نشانہ بنتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی ہے اس کے متعلق کسی قدر تفصیلی حالات اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج کئے گئے ہیں۔ جو نہایت ہی دردناک ہیں۔ مسلمانوں کو بلا وجہ گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنانے کے بعد اب مختلف طریقوں سے کچلا جا رہا ہے۔ ریاستی حکام ان پر تشدد کرنے اور ان کی گرفتاریوں میں مصروف ہیں اور دوسرے ہندوؤں نے ان کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اس وجہ سے وہ کھانے پینے کے لئے ضروری اشیاء مہیا کرنے میں بھی سخت تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ ریاستی ہندوؤں کے اس قدر حوصلے بڑھے ہوئے ہیں کہ انہوں نے راجہ غضنفر علی خاں صاحب ریونیو ممبر پر ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے قاتلانہ حملہ کرنا چاہا۔ مگر ناکام رہے۔ اب بھی وہ راجہ صاحب کے خلاف منصوبے کر رہے ہیں۔ جب ایک معزز ترین ریاستی افسر کے ساتھ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کا یہ سلوک ہے۔ تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ بے چارے غریب اور بے کس مسلمانوں کے ساتھ وہ کیا کچھ کر رہے ہیں؛

ہم مہاراجہ صاحب الور کی توجہ مسلمانوں کی حالت زار کی طرف مبذول کراتے ہوئے گزارش کرتے ہیں۔ کہ انہیں ہندوؤں کی چیرہ دستیوں سے بچایا جائے۔ انہیں مذہبی امور میں کامل آزادی دی جائے۔ ان کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ ورنہ مسلمانان ہند کو مجبور ہونا پڑے گا۔ کہ جس طرح وہ مسلمانان کشمیر کے مظالم کے انسداد کے لئے مردانہ وار کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح الور کے مسلمانوں کو مصائب سے بچانے کے لئے کھڑے ہوں؛

ڈاکٹر گوکل چند کا غلط علاج

باوجود اس کے کہ ہندوؤں کے نزدیک یہ ڈاکٹر گوکل چند کا معجزہ ہے کہ انہوں نے مسلمانان پنجاب اور حکومت میں کشمکش پیدا کر دی ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جو راہ انہوں نے اختیار کی ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے چنانچہ ”ملاپ“ (۱۱۔جون) لکھتا ہے:۔ ”میونسپلٹیوں میں جو خرابیاں آگئی ہیں۔ ان کا انسداد نہ تو انگریز افسروں کی تقرری سے ہوگا۔ اور نہ ہی میونسپل ایکٹ کے ترمیم کرنے سے ہوگا۔ اصل علاج یہ ہے۔ کہ میونسپلٹیوں کے اندر سے فرقہ پرستی کو اڑایا جائے اور قابل ممبران کے لئے میونسپلٹیوں میں آنے کا موقعہ بہم پہونچایا جائے۔ اس کے بغیر جتنے علاج ہونگے۔ وہ گورنمنٹ کی طاقت تو بڑھائیں گے۔ لیکن سلف گورنمنٹ انسٹی ٹیوشن کو کمزور کر دیں گے“ مطلب یہ کہ ڈاکٹر گوکل چند صاحب کے اختیار کردہ طریق عمل سے چونکہ میونسپل کمیٹیوں سے سب کچھ چھین کر ہندوؤں کے پاس نہ آئے گا۔ اس لئے یہ صحیح علاج نہیں بے شک [illegible] کہ جا کثرت میں ہیں۔ نقصان پہنچیگا۔ لیکن فائدہ جو کچھ ہوگا [illegible] کو ہوگا۔ اس لئے ایسی راہ اختیار کی جائے۔ کہ ہندوؤں کو میونسپلٹیوں کی قیمت و اقتدار حاصل ہو [illegible] ڈاکٹر صاحب کو [illegible]

427

اسلام پر اعتراضات کے جواب

اہلِ عرب کس کی اولاد ہیں؟

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی

عیسائیوں کا اعتراض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیائے سابقین (علیہم السلام) کی پیشگوئیوں کے مطابق بنو اسماعیل میں سے مبعوث ہوئے۔ اور ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے مقدس وعدوں کے مطابق جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے برومند ہونے اور خدائی برکات سے حصہ پانے کے متعلق کئے تھے۔ ایسا ہی کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اس وعدہ کا ذکر قرآن شریف کے پہلے پارہ کے آخر میں بتفصیل موجود ہے۔ جہاں بتایا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بعثت اسی پاک وعدہ کا ایفا ہے لیکن عیسائی اس پر معترض ہیں۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے بنو اسماعیل ہونے سے انکار کیا ہے اور کہا ہے۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کا مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہی نہیں ہیں۔ میں اس اعتراض کا اس وقت مختصر جواب دینا چاہتا ہوں

اہل عرب کا دعوےٰ

واضح رہے۔ کہ کسی قوم کا کسی خاص شخص کی اولاد سے ہونے کا حقیقتاً ایک ہی ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی قومی روایات ہیں۔ اقوام عالم کے دعوؤں کے بنا پر ہی اس امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے، کہ فلاں قوم فلاں شخص کی اولاد سے ہے۔ یہ بات دنیا میں عام رائج ہے۔ اور ہر شخص اسے مانتا ہے۔ پس اہل عرب جو اس بات کے ہزارہا سال سے مدعی ہیں۔ کہ وہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد ہیں ان کے دعوےٰ کو کیوں تسلیم نہ کیا جائے بالخصوص جبکہ یہ دعوےٰ ان کا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے بہت پہلے کا ہے؟

رسول کریمؐ کا دعوےٰ

پھر اگر یہ دعوےٰ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا تو قریش جو آپ کے خون کے پیاسے اور آپ کے ماننے والوں کے جانی دشمن تھے۔ وہ ضرور اس دعوےٰ کی تکذیب و تغلیط کرتے لیکن قریش کا ایسا کرنا بالکل ثابت نہیں۔ کہ ان میں سے کبھی کسی نے یہ کہا ہو۔ کہ دیکھو۔ یہ اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسری قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ پس آپ پر اس اعتراض کا نہ ہونا اسبات کی صاف اور بین دلیل ہے۔ کہ آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

قابلِ تسلیم دعوےٰ

جب یہ ثابت ہے۔ کہ قریش کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے بہت پہلے کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ وہ بنو اسماعیل ہیں تو کسی نفسانی غرض پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کوئی دنیاوی شہرت نہ رکھتے تھے جس کی وجہ سے اہل عرب عموماً اور قریش خصوصاً اپنے آپکو بنی اسماعیل میں سے شمار کرتے۔ بظاہر اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ لہذا قریش کا یہ دعویٰ ایسی حالت میں جبکہ جھوٹ کا کوئی محرک بھی نہیں۔ بالکل صحیح اور قابلِ تسلیم ہے۔

ختنہ کی رسم

عربوں کی قومی رسم و رواج اور عادات بھی اس امر کی موید ہیں۔ کہ وہ بنو اسماعیل ہیں۔ چنانچہ ہزارہا سال سے ان میں ختنہ کا رواج ہے۔ جس کی بناء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ لیا۔ کہ تیری اولاد میں ختنہ کی رسم ابد تک جاری رہے۔ اور یہ میرے اور ان کے درمیان عہد کی علامت ہوگی چنانچہ عربوں میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس بعثت سے بہت پہلے سے ختنہ کا رواج تھا۔ پھر انہوں نے کعبہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بت بنا کر رکھا ہوا تھا۔

تیر اندازی

اس کے علاوہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک خاص صفت بائیبل میں یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ تیر انداز تھے۔ چنانچہ پیدائش باب ۲۱ میں لکھا ہے

"تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی۔ اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی۔ اور اس لڑکے کو بھی اور اسے رخصت کیا۔ وہ روانہ ہوئی۔ اور بیر سبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ اور جب مشک کا پانی چک گیا تب اس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی کیونکہ اس نے کہا۔ کہ میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں۔ سو وہ سامنے بیٹھی۔ اور چلا چلا کر روئی۔ تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی۔ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا۔ اے ہاجرہ تجھے کیا ہوا؟ مت ڈر۔ کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال۔ کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔ اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا۔ اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا۔ اور لڑکے کو پلایا۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کو لی"

اہل عرب بھی تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔ اور اس فن میں بڑے ماہر تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا۔ کہ ارموا فان اباکم کان رامیاً کہ تیر مارو۔ کیونکہ تمہارا باپ (اسماعیل علیہ السلام) بھی تیر انداز تھا۔ پس عربوں کا یہ دعویٰ کرنا۔ کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں۔ اور پھر عملاً ان کی صفات و عادات سے اپنے آپ کو متصف کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے۔ کہ وہ بنو اسماعیل ہیں۔

اصل بنو اسمٰعیل کدھر گئے

اگر تسلیم کیا جائے۔ کہ اہل عرب جھوٹے طور پر بنو اسمٰعیل بن گئے۔ اور جھوٹ موٹ اپنے آپکو بنو اسماعیل مشہور کر دیا۔ تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ جو اصل بنو اسماعیل تھے۔ وہ کیوں خاموش رہے انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ اسبات کی تردید کرتے۔ کہ یہ لوگ بنو اسماعیل نہیں۔ بلکہ بنو اسماعیل ہم ہیں۔ مگر آج تک عربوں کے اس دعویٰ کی کسی نے تغلیط نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عرب واقعی بنو اسمٰعیل ہیں۔

حضرت اسمٰعیل کے متعلق پیشگوئی

حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسمٰعیل کی نسبت اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا جیسا کہ بائیبل کے مندرجہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ پس اگر یہ مانا جائے۔ کہ وہ قوم عرب نہیں ہیں۔ تو بتاؤ اس فرمان خداوندی اور الہٰی وعدہ کے مطابق دنیا میں وہ کونسی قوم ہے جو اپنے آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کہتی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ قوم معلوم ہو۔ مگر یاد رکھو۔ کہ دنیا میں سوائے قریش کے اور کوئی قوم نہیں۔ جو اپنے آپکو بنو اسماعیل کہتی ہو

قریش بنو اسمٰعیل ہیں

اب میں بائیبل سے ایک نہایت واضح دلیل پیش کرتا ہوں

جس پر غور کرتے ہوئے ہر انصاف پسند اور غیر متعصب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ قریش واقعی بنو اسمٰعیل ہیں۔ اور وہ دلیل یہ ہے:۔

یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳ تا ۱۷ میں "عرب کی بابت الہامی کلام" ایک خاص عنوان دیکر لکھا ہے

"عرب کے بیچ میں تم رات کو کاٹو گے اے دوانیوں کے قافلو پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سر زمین کے باشندو۔ روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ کہ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔ کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا"

اس پیشگوئی کے تمام فقرات کے متعلق یہاں بحث نہیں۔ اس وقت میں صرف آخری فقرہ کے متعلق ناظرین کی توجہ پھیرنا چاہتا ہوں جس میں بنو قیدار کو عرب قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ ایک سال کے اندر ان کی شان و شوکت مٹ جائیگی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے پورے ایک سال بعد جنگ بدر ہوئی جس کی طرف آیت کریمہ قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا تستقدمون (سبا) اشارہ کر رہی ہے۔ اس جنگ میں عمائد مکہ اور سرداران قریش بہت بری طرح مقتول و مخذول ہوئے۔ اور کچھ قید و بند کی زنجیروں میں جکڑے گئے:۔

اس پیشگوئی میں صاف طور پر لفظ قیدار آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ عرب واقعی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں کیونکہ بنو قیدار کو عرب قرار دیا گیا ہے۔ اور قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جلیل القدر فرزند ہیں۔ دیکھو پیدائش $\frac{۲۵}{۱۳}$ اسی طرح تیما کا ایک لفظ آیا ہے۔ یہ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایک فرزند تھے۔ دیکھو پیدائش $\frac{۲۵}{۱۴}$ پس واضح رہے۔ کہ عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں پر شہروں کا نام رکھا جانا اس بات کی پختہ دلیل ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل اور ان کے فرزند وہاں آکر آباد ہوئے۔ اور ان کی نسل پھیلی۔ پس مندرجہ بالا حوالہ ایک یقینی ثبوت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو اسماعیل میں سے ہیں:۔

(خاکسار جلال الدین شمس)

اخروی ثواب و عذاب کونسے جسم کو ہوگا

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں عالم معاد کے متعلق چند سوالات کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اسی ضمن میں ایک اور سوال کیا گیا ہے جو یہ ہے۔ کہ اسلام کے رو سے مرنے کے بعد انسان کو اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کی جو سزا ملیگی۔ اس کی کیا نوعیت ہوگی

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے اسلام کے رو سے عالم آخرت کوئی علیحدہ چیز نہیں۔ بلکہ اسی دنیوی زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا یعنی ہم نے ہر انسان کے اعمال کا اثر اس دنیا میں اس کی گردن سے باندھ رکھا ہے۔ اور انہی پوشیدہ اثرات کو ہم قیامت کے دن ظاہر کر دینگے طائر پرندہ کو کہتے ہیں۔ اور یہاں استعارۃً اس سے مراد عمل ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل نیک ہو۔ یا بد۔ وقوع پذیر ہونے کے بعد پرندے کی طرح پرواز کر جاتا ہے۔ اور مشقت یا لذت کالعدم ہو جاتی ہے۔ ہاں دل پر اس کی کثافت یا لطافت رہ جاتی ہے۔ اسی طرح ہر فعل کے نقوش محفوظ رہتے ہیں۔ اور وہی نقوش اگلے جہان میں اچھے یا برے جسم میں متمثل ہو جائیں گے چونکہ وہ کوئی نیا جسم نہیں ہوگا۔ بلکہ اسی جہان کے اعمال کا انعکاس ہوگا۔ اس لئے اگر اسے سزا ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس نے گناہ نہیں کیا۔ اسے کیوں سزا ملی۔ وہ تو گناہوں کا ہی مجسمہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں

"وہ جسم اس جسم کی قسم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے۔ اور بعض جسم نورانی اور بعض ظلمانی قرار دیئے ہیں۔ جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت ہی دقیق راز ہے۔ مگر غیر معقول نہیں۔ انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کیفیت جسم کے علاوہ پاسکتا ہے۔ اور عالم مکاشفات میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے۔ جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھیرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے۔ وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے۔ تعجب اور استبعاد کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔ میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں۔ اور میں زور سے کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی"

اللہ تعالےٰ نے اور بھی بعض آیات میں یہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ عالم آخرت میں جو جسم انسانی ہوگا۔ وہ دنیاوی اعمال کا انعکاس ہوگا۔ اگر کسی نے اچھے اعمال کئے ہوں گے۔ تو ان نیک اعمال کے نتیجہ میں اسے ایسا جسم ملے گا۔ جو نورانی ہوگا۔ اور جس نے برے اعمال کئے اسے ایسا جسم ملیگا جو ظلمانی ہوگا۔ چنانچہ مومنوں کے متعلق فرماتا ہے یوم تری المؤمنین والمؤمنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم و ایمانھم۔ یعنے وہ ایمانی نور جو مومنوں کو اس دنیا میں حاصل ہے۔ وہ اگلے جہاں میں کھلے طور پر ان کے آگے اور دائیں۔ بائیں دوڑتا نظر آئے گا۔ پس جبکہ وہاں کا جسم اس دنیا کے اعمال کا مجسمہ ہوگا۔ تو اسے جزا و سزا کا ہونا قابل اعتراض نہیں:۔

اخروی عذاب کے متعلق اسلام نے اس سوال کو بھی نہایت خوبی سے حل کیا ہے۔ کہ وہاں کے عذاب کس صورت میں ہوں گے۔ اسلام بتاتا ہے۔ کہ دوزخ دراصل ان عذابوں کا نام ہے۔ جو انسان کو وہاں حواس سبعہ کے ذریعہ محسوس ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم دوزخ کے سات دروازے ہوں گے۔ اور ہر دروازے میں سے دوزخی کا ایک حصہ گذریگا۔ ان سات دروازوں سے مراد یہی ہے۔ کہ دوزخ کو انسان سات حواس کے ذریعہ محسوس کریگا۔ یہ نہیں۔ کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہر دروازے سے گذارے جائینگے۔ یہ سات دروازے وہ سات حواس ہیں۔ جن سے انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے یعنی یا تو انسان آنکھ کے ذریعہ گناہ کرتا ہے یعنی بد نظری کرتا ہے۔ یا کان کے ذریعہ گناہ کرتا ہے یعنی کسی کی برائی اور فحش باتیں سنتا ہے۔ یا ناک یا ذوق یا لمس کے ذریعہ گناہ کرتا ہے۔ غرض قوت بینائی۔ قوت شنوائی۔ قوت شامہ قوت ذوق۔ قوت لامسہ قوت حاسہ اور قوت فاعلیہ کے ذریعہ گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اور انہی سے نیکیاں بھی ظہور میں آتی ہیں۔ پس چونکہ گناہوں کی وجہ سے یہ سات روحانی حواس کمزور اور بیمار ہو جائیں گے اس لئے بیماری کیوجہ سے وہ اس دکھ اور عذاب کو محسوس کریں گے جو اگلے جہان میں ایسے لوگوں کے لئے مقرر ہے۔ چنانچہ رویت کے عذاب کے متعلق فرمایا۔ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب یعنے انہیں تکلیف دہ نظارے دکھائے جائیں گے۔ قوت سامعہ کے عذاب کے متعلق فرمایا۔ سمعوا لھا تغیظا و زفیرا دوزخ کی تیز آواز اور چیخیں سنیں گے۔ قوت شامہ اور ذائقہ کے متعلق فرمایا۔ ویسقیٰ من ماء صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ۔ گندے اور میلے پانی دیئے جائیں گے۔ جنکو بدمزگی اور بو کیوجہ سے وہ نگل نہیں سکیں گے۔ چھونے کے عذاب کے متعلق فرمایا۔ لھم من جھنم مھاد ومن فوقھم غواش۔ یعنے بستر اور اوڑھنے بھی عذاب کے ملیں گے۔ گرمی اور سردی کے عذاب کے متعلق فرمایا۔ فلیذوقوہ حمیم و غساق۔ گرمی اور سردی کا عذاب چکھو اسی طرح فرمایا۔ وجوہ یومئذ خاشعۃ عاملۃ ناصبۃ۔ اس دن کچھ منہ ذلیل ہوں گے۔ محنت کرینگے۔ اور تھکینگے۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلیگا یہ قوت فاعلیہ کا عذاب ہوگا۔[۴۴]

---

[۴۴] غرض چونکہ دوزخیوں نے اسی جہان میں اپنے روحانی حواس کو خراب کر لیا ہوگا۔ اس لئے اگلے جہان میں ان کی اصلاح کی جائیگی۔ اور یہی ان کے لئے عذاب ہوگا۔

مذاہب عجیبہ

رادھا کون تھی؟

اسلام کی خصوصیت

مذاہب عالم میں اسلام اس خصوصیت میں منفرد ہے۔ کہ اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسری اہم شخصیتوں کی زندگی آئینہ دار ہے۔ اور اس وضاحت اور صفائی کے ساتھ انکے حالات و واقعات موجود ہیں۔ کہ تمام خدوخال اور کیرکٹر کا ہر پہلو صاف طور پر نظر آرہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے پیرو اپنی فضیلت اور برتری کے زبانی دعوے خواہ ہزار کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ان سے تعلق رکھنے والی نہایت اہم شخصیتوں کے معمولی اور سرسری حالات کا بھی کچھ پتہ نہیں ملتا۔ اگر کسی کے متعلق کچھ ملتا بھی ہے۔ تو اس میں اس قدر تضاد اور تناقض نظر آتا ہے۔ کہ اس سے اور زیادہ الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ ہندو دھرم کے متعلق ایک اس قسم کی مثال آج پیش کی جاتی ہے۔

رادھا سے ہندوؤں کی عقیدت

عام لوگ خصوصاً وہ جنہیں کبھی ایک آدھ بار بھی ہندوؤں (سناتن دھرمیوں) کی کسی تقریب میں شامل ہونیکا موقعہ ملا ہے جانتے ہیں۔ کہ رادھا ان کے ہاں ایک اہم شخصیت ہے۔ اور حضرت کرشن کے نام کے ساتھ اس کا ذکر ضروری ہے۔ ہر سناتن دھرمی کرشن جی کا نام لیتے وقت پہلے رادھا کا نام ضرور لیتا ہے۔ یہ رادھا کون تھی۔ اس کا جواب نہایت دلچسپ ہے۔ سناتنیوں کی مقدس کتاب بھاگوت گیتا ہے۔ اس میں تو رادھا کا کوئی ذکر نہیں۔ اس کے بعد تاریخی لحاظ سے مہابھارت کا درجہ ہے۔ لیکن اس میں بھی رادھا کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ البتہ کرشن جی کی زندگی کے حالات سناتن دھرمی نقطہ نگاہ سے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک کتاب "برہم ویورت پران" لکھی گئی ہے۔ اس میں رادھا کے نہایت عجیب وغریب حالات درج ہیں۔

رادھا کرشن کی بیٹی تھی

برہم ویورت پران برہم کھنڈ ادھیائے ۵ شلوک ۲۵، ۲۶ میں درج ہے۔ کہ کرشن کے بائیں پسواڑ (پسلی) سے ایک کنیا پیدا ہوئی۔ اس نے بھاگ کر پھولوں کو لے کر کرشن کے قدموں میں پوجا کی۔ چونکہ وہ اس سمیں اور گولوک میں کرشن کے آگے دوڑی اس لئے اس کا نام رادھا ہو گیا۔ گویا رادھا کرشن جی کی بیٹی تھی۔

رادھا کرشن جی کی بہو تھی

پرکرتی کھنڈ ادھیائے ۴۹ شلوک ۴۱ میں لکھا ہے۔ کہ رایان گوپ کرشن کے انش سے پیدا ہوا تھا۔ گویا رایان کرشن جی کا بیٹا تھا۔ اور اسی ادھیائے کے شلوک ۳۸ میں یہ لکھا ہے کہ رایان کے ساتھ رادھا کی شادی ہوئی تھی گویا وہ کرشن جی کی بہو [illegible]

رادھا کرشن کی بھتیجی تھی

ادھیائے ۴۹ شلوک ۳۶، ۳۷ میں لکھا ہے۔ کہ رادھا کی پیدائش برش بھانو کی استری کلاوتی کے گربھ سے ہوئی یعنی اس کی بیٹی تھی۔ اور ہندوؤں کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ برش بھانو کرشن جی کا تایازاد بھائی تھا۔ گویا اس لحاظ سے رادھا کرشن جی کی بھتیجی تھی۔

رادھا کرشن جی کی بیوی تھی

برہم ویورت پوران کرشن جنم کھنڈ ادھیائے ۱۵ میں درج ہے۔ کہ برہما نے رادھا کے ساتھ کرشن کا بواہ سنکار کیا۔ اور اس کے بعد رادھا اور کرشن نے خوب کام کریڑا کی۔ اور گربھادھان سنکار کیا۔ گویا رادھا کرشن کی بیوی تھی۔

رادھا کرشن کی مامی تھی

اوپر ایک حوالہ کی بناء پر لکھا گیا ہے۔ کہ رایان کرشن جی کا بیٹا تھا۔ لیکن پرکرتی کھنڈ ادھیائے ۴۹ شلوک ۴۱ میں لکھا ہے کہ رایان کرشن کی والدہ یشودا کا بھائی تھا۔ گویا کرشن جی کا ماموں تھا۔ اور اوپر بتایا جا چکا ہے۔ کہ رایان کے ساتھ رادھا کی شادی اس پُران سے ثابت ہے۔ اس طرح رادھا کرشن جی کی مامی تھی۔

عام ہندوؤں کا عقیدہ

یہ تو وہ رشتے ہیں۔ جو سناتن دھرمیوں کی ایک مستند مذہبی کتاب کے رو سے کرشن جی اور رادھا کے تھے۔ لیکن عام ہندو رادھا کو کرشن جی کی بیوی خیال کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اتنے پیچیدہ تعلقات اور رشتہ داریوں کے باوجود اگر کرشن جی نے رادھا سے بواہ کیا۔ تو کیا ویدک دھرم کے رو سے یہ جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور کیا ویدوں میں اس کی اجازت ہے۔

بدھ مذہب کے قدیم رسم ورواج

تازہ ترین تحقیقات

انتھروپولوجیکل سوسائٹی بمبئی کا ایک ماہواری اجلاس رائل ایشیاٹک سوسائٹی ہال میں اپریل ۱۹۳۲ء میں منعقد ہوا جس میں تازہ ترین تحقیقات اور ریسرچ کے بناء پر بدھ مذہب کے متعلق ایک مضمون پڑھا گیا۔ جس میں بتایا گیا۔ کہ بدھ مذہب کے قدیم لٹریچر کے رو سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس میں لڑکی کی شادی قریباً سولہ سال کی عمر میں کی جاتی تھی۔ اور صغر سنی کی شادی کی مثالیں بہت نظر آتی ہیں۔ شادی کے مراسم نہایت سادہ اور سہل تھے۔ لڑکی کے باپ کی طرف سے جہیز دینے کا رواج بھی کم و بیش موجود تھا۔ طلاق بھی اس زمانہ میں مروج تھی۔ اور ناگوار حالات پیدا ہو جانے کی صورت میں میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی تھی۔ بیوگان کی شادی جائز تھی۔ اور عام طور پر بیواؤں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ چچازاد۔ خالہ زاد۔ ماموں زاد اور پھوپھی زاد بہنوں سے شادی کی اجازت تھی۔ کثرت ازدواج کا بہت رواج تھا۔ اور عام طور پر لوگ ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے۔ غلامی اور بردہ فروشی بھی ہوتی تھی۔ بدھ مذہب کے ماننے والے لوگ درختوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور جن بھوت پر بھی ان کا اعتقاد بہت زیادہ تھا

ہندوؤں سے بے تعلقی

ان تحقیقات سے ثابت ہے۔ کہ ابتدائی ایام میں بدھ مذہب اور ہندو مت میں بعد المشرقین تھا۔ اور یہ ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ اب یہ حالت ہوگئی ہے۔ کہ بدھ مت کے لوگ بھی مردم شماری کے وقت ہندوؤں کا ایک انگ سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے معتقدات ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کے ساتھ بہت زیادہ ملتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر حیرانی تو یہ ہے۔ کہ حکومت جس کے زیر انتظام ایسی ایسی تحقیقاتیں ہوتی ہیں۔ اور جس کے پاس ان باتوں کے لئے سب سے زیادہ دلائل موجود ہیں۔ اسے بھی ہندوؤں نے ایسا مسحور کر رکھا ہے۔ کہ ان کی مفروضہ اکثریت کو عملی طور پر کالعدم کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

موجودہ بدھ مذہب

اس وقت بدھ مذہب کی طرف منسوب ہونے والوں کے اعتقادات اور رسم و رواج کے متعلق ہم کچھ عرصہ ہوا بعض مضامین لکھ چکے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس مذہب کی موجودہ صورت اصل بدھ ازم سے بالکل مختلف ہے۔ اور اگرچہ مذہب کے اصول میں موجودہ بدھسٹ بھی ہندوؤں کے ہم خیال نہیں۔ لیکن تمدنی امور میں بہت حد تک ان میں جذب ہو گئے ہیں۔ بہر حال بدھ مذہب میں تغیر اور تبدیلی ثابت ہے۔ جو اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ اس زمانہ میں دوسرے تمام مذاہب کی طرح یہ مذہب بھی اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں نہیں۔ اور وہ چونکہ اسلام کی موجودگی میں کسی اور مذہب کی ضرورت نہیں دیکھتا۔ اس لئے تمام مذاہب کی حفاظت کی طرف سے بے پرواہ ہے۔ اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو صدیوں کے بعد آج بھی بعینہٖ اسی حالت میں نظر آتا ہے جس میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور یہ اس کے منجانب اللہ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہونیکا ثبوت ہے۔ نیز دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت و برتری کی یہ ایک ایسی دلیل ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی اور مذہب نہیں کر سکتا۔ ضد اور تعصب کی وجہ سے کوئی اسے تسلیم نہ کرے۔ تو نہ کرے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ اور ہر منصف مزاج جو اس پر غور کریگا۔ اسے ماننا پڑیگا۔

گلانسی سفارشات اور مسلمانان کشمیر

(۲)

قسط اول میں ہم نے ہندوؤں کی مختلف مذہبی رسوم کا ذکر کر کے جنہیں حکومت ہند نے قوانین کے ذریعہ مٹا دیا۔ اور جو فی الواقعہ تہذیب انسانی کے لئے موجب ننگ تھیں۔ یہ ثابت کیا تھا۔ کہ مسٹر گلانسی نے اپنی رپورٹ میں اسی قسم کے غیر منصفانہ طریق کو (ضبطی جائداد نومسلم) جائز رکھ کر اور جواز کے لئے ہندوؤں کے پرسنل لا کا حوالہ دے کر ہندوؤں کی طرفداری کی ہے۔ گلانسی رپورٹ نے جہاں اس بے حد اہم مسئلہ کو مسلم تہذیب اور مذہب کے خلاف محض کانگرسی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اسی حالت میں چھوڑ دیا ہے۔ اور مذہبی آزادی کا گلا گھونٹ کر مسلمانوں کے لئے ایک دفعہ پھر آزمائش کا میدان کھلا رکھ دیا ہے۔ وہاں ریاست کے لئے بھی کوئی مفید کام نہیں کیا۔ آج کی قسط میں ہم مسٹر گلانسی کی رپورٹ میں سے چند ایسے امور کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کی معروضات میں بے حد مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اور مسٹر گلانسی کی مہمل سفارش جو دو لفظ ہے یعنی "مسلمانوں کی حق رسی ہونی چاہیئے" کی برکات بیان کرتے ہیں۔

مسٹر گلانسی کی تحقیقات میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی تھی۔ کہ ریاست کی ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ جو کل آبادی کا اسی فیصدی ہیں۔ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اور حکام ریاست مسلمانوں کے ساتھ نہایت غیر منصفانہ سلوک کرتے ہیں مگر اس امر کے ثابت ہو جانے کے باوجود بھی گلانسی کچھ نہیں کر سکے۔ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ ایک معقول تناسب مقرر کر کے سفارش کرتے۔ اور اس تناسب کو کماحقہ پورا کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل بتاتے۔ مسلمانوں کے سابقہ نقصانات کی تلافی اور آئندہ ان کے تحفظ حقوق کی تجاویز سوچتے لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ امور متذکرہ صدر کی نسبت مسٹر گلانسی کی رپورٹ لب بند زباں بند دہن بند قلم بند کا مصداق بنی ہوئی ہے۔

ایک اور راز سربستہ کے انکشاف پر یعنی انجمن اسلامیہ کے میموریل پیش کرنے پر مہاراجہ بہادر نے ایک کانفیڈنشل آرڈر کے ذریعہ حکام ریاست کو ہدایت کی تھی۔ کہ آئندہ ملازمتوں میں مسلمانوں کو ۵۰ فیصدی حصہ دیا جائے۔ مسٹر گلانسی اس کارروائی سے آگاہ تھے۔ اور ان کے مسلسل قیام جموں میں بھی انہیں معلوم ہوتا رہا۔ کہ اس آرڈر کے نفاذ کے باوجود اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ مسٹر گلانسی کے لئے لابدی تھا۔ کہ وہ اس آرڈر کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد دیتے۔ اور دھڑلے سے اس امر کا ذکر کرتے۔ کہ ریاست کے حکام نے مہاراجہ بہادر کے احکام کی چنداں پرواہ نہ کرتے ہوئے بدامنی کو ترقی دی ہے۔ لیکن مسٹر گلانسی پھر بھی کچھ نہ کر سکے۔ اور ہندوؤں کی خفیہ کانگرسی دھمکیاں اپنا کام کر گئیں۔

مرزا سر ظفر علی سابق ہوم منسٹر کے عہد میں چھ اشخاص کا وائرلیس کا کام سیکھنے کے لئے بھیجا جانا تجویز ہوا تو افسر متعلقہ نے جو ہندو ہے۔ چھوں اشخاص ہندو تجویز کئے۔ مرزا صاحب موصوف نے بمشکل دو مسلمانوں کو بھی بیچ میں گھسیڑ دیا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ واپس بلا لئے جائیں گے۔ (خدا کرے یہ خبر غلط ہو) اگر مسٹر گلانسی تناسب کا کلیہ مقرر کر دیتے۔ تو یہ ناانصافی کیوں ہوتی۔ مسٹر گلانسی کے تناسب مقرر نہ کرنے کی وجہ سے ایک اور ضرب مسلم حقوق پر کاری پڑتی ہے۔ یعنی ریاست کشمیر میں سب اسسٹنٹ سرجن چھوڑ کر اسسٹنٹ سرجن ستائیس ہیں جنہیں سے بائیس ہندو اور صرف پانچ مسلمان ہیں۔ جنہیں بھی ایک دو ماہ پیشتر ملازم رکھ لیا گیا ہے۔ ورنہ پہلے وہ بھی کالعدم تھے۔ اس محکمہ کے افسر اعلیٰ ایک انگریز ہیں مرزا سر ظفر علی نے جب صاحب موصوف سے پوچھا۔ کہ آپ کے محکمہ میں مسلمان کم کیوں ہیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ریاست نے یہی کچھ دیا ہے۔ لالہ رام لعل سپرنٹنڈنٹ جسے تبدیل کرانے کی وجہ سے مرزا سر ظفر علی کو مستعفی ہونا پڑا تھا۔ ایک مسلمان ڈاکٹر کو برطرف کرا چکے ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ دو اور مسلمانوں کی شامت آنے والی ہے۔ اگر مسٹر گلانسی تناسب حقوق ملازمت کے تعین میں سہل انگاری سے کام نہ لیتے۔ تو آج مسلم حقوق کیوں کند چھری سے ذبح ہوتے۔ سکھ ریاست کشمیر میں ایک فیصدی کی نسبت سے آباد ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی نسبت متعدد اعلیٰ اسامیوں پر یہ سکھ کام کر رہے ہیں۔ صرف میڈیکل لائن میں ڈاکٹر بلونت سنگھ پرتاپ سنگھ۔ ترلوک سنگھ۔ سردال سنگھ۔ انند سنگھ سرجیت سنگھ۔ پریتم سنگھ وغیرہ وغیرہ ملازم ہیں۔ اور مال کے محکمہ میں یا دیگر محکموں میں عطر سنگھ گورنر۔ امر سنگھ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس۔ تیرتھ سنگھ اور جیت سنگھ وزیر وزارت شیر سنگھ۔ اسسٹنٹ کمشنر ویٹو۔ سوہن سنگھ ایشر سنگھ۔ رتنا سنگھ وغیرہ تحصیلدار اور پھر ایک پلٹن خالص سکھوں اور ڈوگروں کی حالانکہ ۹۵ فیصدی آبادی رکھنے والے مسلمانوں کی ایک پوری پلٹن بھی نہیں۔ کیا یہ مسٹر گلانسی کی سہل انگاری کا نتیجہ نہیں۔ یہ حالات اس وقت کے ہیں۔ جب ریاست والوں کی طرف سے بار بار یہ ڈونڈی پیٹ رہی ہے۔ مہاراجہ ہری سنگھ کا مذہب انصاف ہے۔ جموں وکشمیر کی ریاست میں انصاف کی گنگا بہہ رہی ہے۔ ہم ریاستی اور غیر ریاستی ہندوؤں کو جو گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں۔ کہ ریاست کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ایک فیصدی والے سکھوں کے جو نام ہم نے درج کئے ہیں۔ اور جو سب کے سب اعلیٰ عہدوں پر ہیں۔ اتنے مسلمانوں کے نام ہی گن دیں۔ جو ادنیٰ اسامیوں پر نہ ہوں۔ ہم ہندوؤں کو غیرت دلاتے ہیں کہ آئندہ جھوٹ بولنے سے احتراز کریں۔ کہا جاتا ہے کہ ریاست میں معیار ملازمت علمی قابلیت و استعداد ہے۔ لیکن ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ ٹھاکر کرتار سنگھ جو آج کل مشیر مال ہیں۔ کس یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں۔ جنہوں نے اپنی غیر دانشمندی کی وجہ سے ریاست کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔

(نامہ نگار)

شیخ محمد عبداللہ کی رہائی اور مسلمانان جموں

بطلِ حریت شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی رہائی کی خبر جموں میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ مسلمانان جموں کے دل کنول کی طرح کھل گئے۔ مسلمانان جموں حکومت کشمیر کے اس صلح جویانہ اقدام کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ لیکن محو حیرت ہیں۔ کہ ابھی تک رہنمایان جموں کو کیوں نہیں رہا کیا گیا۔ تاکہ بڑھتی ہوئی بے چینی کا انسداد ہو۔ جبکہ تمام کے تمام ہندو ایجی ٹیٹر رہا کر دئے گئے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ تمام مسلمان قیدیوں کو رہا نہ کیا جائے۔

(نامہ نگار)

ریاست الور کے مسلمانوں کے دردناک حالات

مذہب میں مداخلت

۱۹۲۳ء میں ریاست الور میں ارتداد رونما ہوا۔ اور بھولے بھالے دیہاتی مسلمانوں کو آریہ بنایا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں تعلیم قرآن و دینیات پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ اور اس کا سلسلہ ۱۹۳۲ء تک برابر جاری رہا ہے۔ قرآن پاک کی تعلیم دینے والوں پر سختیاں کی گئیں۔ مچلکے لئے گئے۔ اسلامی مکتب اور مدرسے بند ہوئے۔ انجمن خادم الاسلام نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور ساتھ ہی الور گورنمنٹ سے مطالبہ کیا۔ کہ جو مکاتب اور مدارس اسلامیہ بند کر دیئے گئے ہیں۔ وہ جاری کئے جائیں جو مساجد سرکاری قبضہ میں ہیں ان کو آزاد کیا جائے۔ داڑھی منڈوانے کے قانون کو منسوخ کیا جائے۔ اور قانون شادی نابالغان اٹھا دیا جائے یا مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔

مسلمانوں پر سختیاں

حق آواز ہمیشہ کڑوی ہوا کرتی ہے۔ الور گورنمنٹ مسلمانوں کے مطالبات سے چراغ پا ہوئی۔ اور ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی گئی کہ انجمن خادم الاسلام توڑ دی جائے۔ اور اس کے کارکنوں کو بیکار کر دیا جائے۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب صدر انجمن خادم الاسلام کو ہر قسم کی تنبیہ و تہدید کی گئی۔ اور کھلے الفاظ میں کہا گیا۔ کہ وہ انجمن کی صدارت سے دست بردار ہو جائیں۔ جب ڈاکٹر صاحب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تو انہیں قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

آخر الوری سیکرٹری انجمن خادم الاسلام پر توہین کا مقدمہ دائر کرا دیا گیا۔ مقدمہ کے دوران میں عدالت سے زیادہ سے زیادہ سختیاں کی گئیں۔ اور ابھی تک وہ سلسلہ جاری ہے۔

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی تیاریاں

مسلمانوں کو کچلنے کے لئے ہندو سنگھٹن کیا گیا۔ ریاست کے کئی ایک جاگیردار اس تحریک کے سرغنہ ہیں۔ بھنگیوں اور چماروں کو اعلیٰ ہندو برادریوں میں برابر کا درجہ دینے کا وعدہ دیکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً مہاراجہ صاحب کی خدمت میں یہ تمام اطلاعات دیجاتی رہیں۔ لیکن یہ سب کچھ رائیگاں ہوا۔

بھنگیوں اور چماروں کی مہا سبھائی فوج تیار ہو جانے پر برہمن بنئے۔ راجپوت۔ اہیر جاٹ وغیرہ دیگر ہندو اقوام کو متحد کیا گیا۔ محرم آیا تو متحدہ ہندو قوت کا مظاہرہ کیا جانے لگا۔ بہادر پور میں ایک مہاجن نے وہ سائبان جو ۱۹۲۵ء سے تعزیہ کے دن گرایا جایا کرتا تھا۔ اس دفعہ گرانے سے انکار کر دیا۔ اور وہاں ہنگامہ برپا ہوا۔ الور میں بھی تعزیوں پر کئی مقامات سے ہندوؤں نے پتھر پھینکے لیکن مسلمانوں نے ضبط سے کام لیا۔ اور کسی قسم کا فساد نہ ہونے دیا۔

ہندوؤں کا جلوس

دہلی دروازہ کے باہر چماروں کا ایک نیا مندر تعمیر کرایا گیا۔ اور ایک دوسرے مندر سے گنگا جی کی مورتی ۲۸ مئی کی صبح کو جلوس کے ساتھ اس مندر میں لے جانے کا اعلان ٹھاکر بھوانی سنگھ کے دستخطوں سے جاری ہوا۔ ہندو والنٹیر کثیر تعداد میں تیار کئے گئے۔ سکھوں نے اس مظاہرہ میں مسلح ہو کر شرکت کی۔ دیہات سے بھی لاتعداد ہندو بلائے گئے۔ ریاست کے تمام جاگیردار فوجی سردار اور سول حکام اس مظاہرہ میں مسلح ہو کر شریک ہوئے۔

غرض بڑے زور و شور کے ساتھ ہندوؤں کا جلوس نکلا۔ مسلمان ہندو مسلم تصادم کے خیال سے نہ تماشہ کے لئے شریک ہوئے۔ نہ مسلمان دوکانداروں نے دوکانیں کھولیں۔ اسی دن شام کو ہندو سنگٹھنسٹوں کے یہاں سے پھر مہادیو کا جلوس نکالے جانے کی تیاری ہوئی۔ لیکن اعلیٰ حکام ریاست نے اس مظاہرہ کو اس لئے روک دیا۔ کہ مسلمان ایک مزار پر بدستور قدیم چادر لے جانے والے تھے۔ مسلمان چادر لے گئے۔ اور قابل ذکر کوئی بات نہ ہوئی۔

مسلمانوں پر حملہ

۲۹ مئی کی صبح کو ہندوؤں نے بڑے پیمانہ پر مہادیو کا جلوس نکالا۔ مسلمانوں کا بھی چادر جلوس نکلا۔ جب یہ جلوس حج بالیوں کی گلی کے پاس پہنچا۔ تو ڈھکوری کی ایک تنگ گلی میں سے بہت سے بھنگی آئے۔ اور جلوس میں گھسنے لگے۔ مگر جب کوتوال شہر نے بھنگیوں کو ایسی حرکت کرتے دیکھا۔ تو انہیں واپس اسی گلی میں دھکیل دیا۔ آگے چلکر پھر ایک گلی سے ہندوؤں نے اچانک حملہ کیا۔ لیکن مسلمانوں نے جب اس طرف توجہ کی۔ تو حملہ آور بھاگ گئے۔ ترپولیہ تک جلوس کے پہنچنے تک مختلف اطراف سے پتھر وغیرہ آتے رہے۔ جلوس کا اگلا حصہ مالا کھیڑ دروازہ پر تھا۔ اور پچھلا حصہ ترپولیہ میں اس وقت لال دروازہ بازار۔ منشی بازار اور صرافہ بازار ہندوؤں سے معمور نظر آئے۔ تینوں دروازوں سے ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کے لئے صرف مالا کھیڑ دروازہ بازار رہ گیا۔ کچھ مسلمان واپس لوٹے۔ اور ایک مسلمان غازی نام خون میں شرابور دوڑتا ہوا آیا۔ اسے تو ایک چبوترہ پر لٹا دیا گیا۔ اس خیال سے کہ اور مسلمانوں کو نہ مارا جا رہا ہو۔ مسلمان ترپولیہ کی طرف لپکے۔ لیکن ہندو بھاگ گئے۔ جب مسلمان پھر جلوس کی طرف چلے۔ تو ہندو جمع ہو گئے۔ غرضیکہ جب مسلمان مدافعت کے لئے لوٹتے۔ تو ہندو بھاگ جاتے۔ اور جب مسلمان جلوس کی طرف چلتے۔ تو پھر جمع ہو جاتے۔ رام پرشاد صاحب کوتوال شہر نے یہاں بھی فساد روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور ہندوؤں کے پاؤں میں اپنی پگڑی ڈال دی۔ اور ہاتھ جوڑے۔ کہ مت لڑو۔ اس وقت کئی مسلمان زخمی ہو گئے۔

فوج کی گولیاں

اسی دوران میں راجہ غضنفر علی خان صاحب ریونیو منسٹر اور و بھائی گنیشی لال جی پرائم منسٹر آئے۔ ہندوؤں نے راجہ صاحب پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر ہوشیار موٹر ڈرائیور نے ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے موٹر کو الٹا چلایا۔ اور بگی خانہ کے پاس سے جا کر سیدھا کیا۔ اس طرح دوسرے راستہ سے وہ چادر کے قریب پہنچے۔ اور جلوس کو آگے بڑھانے کے لئے کہا۔ جلوس نے دو ہی قدم آگے بڑھائے تھے کہ ایک دم فوج ڈبل مارچ کرتی ہوئی آئی۔ اور بلا کچھ کہے سنے گولی چلا دی۔ پھر سنگینوں سے مسلمانوں کو چھید ڈالا۔ فائرنگ سے دو مسلمان مقتول اور چودہ زخمی دستیاب ہوئے۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ کتنی لاشیں غائب کر دی گئیں۔ رات کا کافی حصہ گذر جانے کے بعد کرنیل نظام الدین۔ کرنیل خورشید عالم۔ راجہ غضنفر علی خان و بھائی گنیشی لال جی آئے۔ اور انہوں نے زخمیوں اور لاشوں کو ہسپتال لے جانے کے لئے کہا۔ موٹر لاریاں آئیں۔ اور زخمیوں اور لاشوں کو ہسپتال پہنچا دیا گیا اور پھر سرکاری انتظام میں مقتولین کو دفن کرا دیا گیا۔

اب کیا ہو رہا ہے؟

اب کرفیو آرڈر جاری ہے۔ فوج رات دن گشت لگا رہی ہے، مکمل ہڑتال ہے مسلمانوں کو ہندو دوکانداروں نے سودا سلف دینا بند کر دیا ہے تین روز تک بھنگیوں نے صفائی نہ کی۔ مہاراجہ صاحب کو تار پر تار دیئے گئے۔ لیکن اس وقت تک کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ کہ مظلومین کی فریادیں بیرونی دنیائے اسلام اور برٹش گورنمنٹ تک نہ پہنچائی جا سکیں۔ پردیسیوں کے لئے حکم ہو گیا۔ کہ فوراً الور سے باہر ہو جائیں۔ باہر سے الور میں کوئی نہیں آسکتا۔ تار روکے جا رہے ہیں۔ حادثہ کی تفتیش کے لئے ایک کمیشن ہز ہائی نس مہاراجہ الور نے مقرر کیا ہے جس میں وہ افسران مقرر کئے گئے ہیں۔ جن پر مسلمانوں کو قطعی بھروسہ نہیں ہے۔ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے آزاد اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن الور میں آنا چاہیئے۔ عین بلوہ کے وقت راجہ غضنفر علی خان ریونیو منسٹر کی موٹر پر ہندو بلوائیوں نے حملہ کرنا چاہا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ راجہ صاحب کی جان ہنوز خطرہ میں ہے۔ اور ان کی جان لینے یا ریاست سے باہر نکلوانے کے منصوبے گانٹھے جا رہے ہیں۔

ہندو جھوٹے استغاثے بنا کر دائر کر رہے ہیں۔ اور بے گناہ مسلمانوں کو پھنسانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ گرفتاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ ہندو اپنی دوکانوں سے مسلمان دوکانداروں کو نکال کر دوکانیں خالی کرا رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

مسلمانان الور سے ہمدردی

مسلمانان گوڑگانواں نے ایک جلسہ کر کے مسلمانان الور کی ہمدردی میں قراردادیں منظور کیں۔ اور گورنمنٹ سے مداخلت کی درخواست کی ہے۔

فہرست نو مبایعین ماہ مارچ۔ اپریل۔ مئی سنہ ۳۲ء

۸۸۲ ایس۔ ایچ۔ ایم روفل صاحب سیلون
۸۸۳ محمد مظاہر صاحب "
۸۸۴ محمد صادق صاحب نو مسلم سیستان ملک ایران
۸۸۵ عزیزہ خاتون صاحبہ ضلع نواب شاہ سندھ
۸۸۶ حرمت خاتون صاحبہ " " "
۸۸۷ عبد الغنی صاحب " " "
۸۸۸ عائشہ خاتون صاحبہ " " "
۸۸۹ پناہ خاتون صاحبہ " " "
۸۹۰ قائم خاتون صاحبہ " " "
۸۹۱ کنیز بانو صاحبہ " " "
۸۹۲ احمد بخش صاحب " " "
۸۹۳ سبحان خاتون صاحبہ " " "
۸۹۴ فضل الدین صاحب ضلع گورداسپور
۸۹۵ علی اکبر صاحب " شیخوپورہ
۸۹۶ مسماۃ تاجر صاحبہ " پشاور
۸۹۷ مسماۃ حسین بی بی صاحبہ " گجرات
۸۹۸ عبد الرحیم صاحب کان پور
۸۹۹ عبد الرحیم صاحب شیخوپورہ
۹۰۰ محمد صادق صاحب ضلع شیخوپورہ
۹۰۱ محمد شریف صاحب " سیالکوٹ
۹۰۲ ایک صاحب جو مخفی رہنا چاہتے ہیں۔ ضلع لائل پور
۹۰۳ مستری محمد الدین صاحب ریاست جموں
۹۰۴ نواب علی خان صاحب کٹک شہر (اڑیسہ)
۹۰۵ چودھری کرم داد صاحب ضلع گجرات
۹۰۶ مسماۃ رابعہ بی بی صاحبہ " "
۹۰۷ نور علی صاحب " "
۹۰۸ مخفی۔ ساکن امرت سر
۹۰۹ غلام حسین صاحب ضلع اٹک
۹۱۰ روزی خانصاحب " "
۹۱۱ اولیاء خان صاحب "
۹۱۲ فضل احمد صاحب " گورداسپور
۹۱۳ چودھری غلام علی صاحب " "
۹۱۴ شیر محمد صاحب " "
۹۱۵ چودھری محمد حسین صاحب نمبردار ضلع گورداسپور
۹۱۶ چودھری اللہ بخش صاحب " " "
۹۱۷ چودھری اللہ دتہ صاحب " "
۹۱۸ اہلیہ چودھری محمد حسین صاحب نمبردار ضلع گورداسپور
۹۱۹ تا ۹۲۴۔ دختران چودھری محمد حسین صاحب نمبردار ضلع گورداسپور
۹۲۵ محمد ظہور صاحب ضلع گورداسپور
۹۲۶ اہلیہ چودھری محمد شفیع صاحب " "
۹۲۷ اہلیہ چودھری اللہ بخش صاحب " "
۹۲۸ والدہ صاحبہ " " "
۹۲۹ محمد صدیق صاحب " "
۹۳۰ ابو الحسن صاحب " "
۹۳۱ عبد الغفور صاحب " "
۹۳۲ اہلیہ چودھری اللہ دتہ صاحب " "
۹۳۳ مختار احمد صاحب " "
۹۳۴ بختیار احمد صاحب " "
۹۳۵ سید تبن شاہ صاحب ضلع نواب شاہ سندھ
۹۳۶ سیٹھ۔ کے جوزف صاحب ملتان
۹۳۷ اللہ بخش صاحب ملتان
۹۳۸ عبد الرشید خانصاحب ضلع پوری (اڑیسہ)
۹۳۹ محمودہ بیگم صاحبہ ضلع میمن سنگھ بنگال
۹۴۰ منشی محمد الدین صاحب ضلع گجرات
۹۴۱ عباس علی خان صاحب کٹک (اڑیسہ)
۹۴۲ محمد علی صاحب ضلع لائل پور
۹۴۳ مولوی عبد الودود صاحب۔ اچھالپور نواب گنج
۹۴۴ میاں برکت علی صاحب سرگودہا
۹۴۵ ڈاکٹر فتح الدین صاحب کوئٹہ
۹۴۶ فضل الٰہی صاحب "
۹۴۷ مسماۃ حرمت بی بی صاحبہ ضلع جالندھر
۹۴۸ سکینہ بی بی صاحبہ " "
۹۴۹ ماسٹر خان محمد صاحب " اٹک
۹۵۰ سید نور الدین صاحب بمبئی
۹۵۱ میراں بخش صاحب ضلع گجرات
۹۵۲ حمیدن خاتون صاحبہ شاہجہانپور
۹۵۳ غلام غوث صاحب ضلع گجرات
۹۵۴ مشتاق احمد شاہ صاحب ریاست بہاولپور
۹۵۵ کریم بخش صاحب ضلع لودہانہ
۹۵۶ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ کریم بخش صاحب "
۹۵۷ شاہ محمد پسر کریم بخش صاحب " "
۹۵۸ سردار محمد پسر کریم بخش صاحب " "
۹۵۹ علی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۹۶۰ حسن جمالہ اہلیہ ملک عبد الجبار خانصاحب ضلع پشاور
۹۶۱ زینب النساء بیگم صاحبہ بنت راجہ حبیب اللہ خانصاحب ذیلدار ضلع سرگودہ
۹۶۲ خانم جان صاحبہ بنت غلام خانصاحب " "
۹۶۳ عبد العزیز صاحب " "
۹۶۴ آسیہ خاتون صاحبہ اہلیہ محمد سالم اکبر صاحب نواب گنج
۹۶۵ رحیم بخش صاحب ریاست بہاولپور
۹۶۶ محب احمد خانصاحب ضلع متھرا
۹۶۷ راؤ حاکم علی خانصاحب " سہارنپور
۹۶۸ بہاول خان صاحب " لاڑکانہ
۹۶۹ عالم خاتون صاحبہ " نواب شاہ
۹۷۰ شمس الدین صاحب " کٹک
۹۷۱ میاں اللہ بخش صاحب گوجرانوالہ
۹۷۲ ہاشم دین صاحب "
۹۷۳ شیخ عبد الواحد صاحب نو مسلم پٹیالوی حال وارد قادیان
۹۷۴ میاں قطب الدین صاحب ضلع گورداسپور
۹۷۵ حسن محمد صاحب لاہور
۹۷۶ محمد چراغ صاحب "
۹۷۷ احمد الدین صاحب "
۹۷۸ غلام قادر صاحب شیخوپورہ
۹۷۹ اسماعیل صاحب ضلع سیالکوٹ
۹۸۰ جیون صاحب " "
۹۸۱ رحمت اللہ صاحب " گوجرانوالہ
۹۸۲ محمد اشرف صاحب " گجرات
۹۸۳ عبد الحق صاحب " گورداسپور
۹۸۴ مرزا شمس الدین بیگ صاحب مظفر نگر
۹۸۵ چودھری مبارک خانصاحب ضلع گجرات
۹۸۶ چودھری محمد عزیز صاحب " "
۹۸۷ حکیم مصطفیٰ حسین صاحب جے پور
۹۸۸ چودھری محمد عبد اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۹۸۹ محمد بی بی صاحبہ والدہ چودھری محمد عبد اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۹۹۰ زینب بی بی صاحبہ ضلع راولپنڈی
۹۹۱ سرور بیگم صاحبہ اہلیہ تفضل کریم صاحب ٹانگانیکا افریقہ
۹۹۲ لال الدین صاحب شیخوپورہ
۹۹۳ ایم عبد الودود صاحب ضلع ہگلی
۹۹۴ عائشہ صاحبہ " لائل پور
۹۹۵ حلیم محمد صاحب " کوہاٹ
۹۹۶ جے۔ بخش صاحب لاہور
۹۹۷ محمد فاضل صاحب ضلع نواب شاہ سندھ
۹۹۸ مہر صاحب " "
۹۹۹ محمد مراد خانصاحب " لاڑکانہ
۱۰۰۰ کریم بی بی صاحبہ " سیالکوٹ
۱۰۰۱ ماجو بی بی صاحبہ " "
۱۰۰۲ احمدی بی صاحبہ " "
۱۰۰۳ عبد المنان صاحب " "
۱۰۰۴ عبد السلام صاحب " "
۱۰۰۵ عبد الحمید صاحب " "
۱۰۰۶ فیروز الدین صاحب " "
۱۰۰۷ بشیر احمد صاحب " گورداسپور
۱۰۰۸ وریام الدین صاحب " "
۱۰۰۹ رحمت علی صاحب " "
۱۰۱۰ اقبال محمد خانصاحب رنگون
۱۰۱۱ حمیدہ بیگم صاحبہ ضلع تھرپارکر
۱۰۱۲ سلطان احمد صاحب " "
۱۰۱۳ محمد ظہور صاحب سہارنپور
۱۰۱۴ چودھری جان محمد صاحب پٹواری ضلع جالندھر
۱۰۱۵ غلام محمد صاحب " "
۱۰۱۶ میر حسن صاحب " بنوں
۱۰۱۷ اہلیہ میر حسن صاحب " "
۱۰۱۸ والدہ میر حسن صاحب " "
۱۰۱۹ شیخ مولا بخش صاحب " کٹک
۱۰۲۰ ملک شیر محمد صاحب کوہاٹ چھاؤنی
۱۰۲۱ اکبر علی صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۰۲۲ علی محمد صاحب " "
۱۰۲۳ چودھری سلطان علی صاحب " ہوشیارپور
۱۰۲۴ چودھری محمد شریف صاحب " "

430

۱۰۲۵ کرم دین صاحب سیدوان شہر
۱۰۲۶ وزیر محمد صاحب ضلع لدھیانہ
۱۰۲۷ عالم شیر خانصاحب " سرگودھا
۱۰۲۸ مسماۃ گوہرے صاحبہ " گورداسپور
۱۰۲۹ میاں شیر محمد صاحب " ڈیرہ غازیخان
۱۰۳۰ شیر محمد صاحب " "
۱۰۳۱ روڈا صاحب " ملتان
۱۰۳۲ عبداللہ صاحب " "
۱۰۳۳ محمد اسمٰعیل صاحب " "
۱۰۳۴ مہرو صاحب " "
۱۰۳۵ اللہ دتا خانصاحب " ڈیرہ غازیخان
۱۰۳۶ امام علی صاحب " شاہ پور
۱۰۳۷ امین محمد صاحب " نواب شاہ
۱۰۳۸ صوبہ صاحب " ہوشیارپور
۱۰۳۹ محمد اکبر خانصاحب " ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۰۴۰ طالب حسین خانصاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۰۴۱ محمد علی صاحب "
۱۰۴۲ ضیاء احمد خانصاحب جے پور
۱۰۴۳ وزیر بی بی صاحبہ اہلیہ حق نواز صاحب ضلع ملتان
۱۰۴۴ ماسٹر عمرالدین صاحب " لاڑکانہ
۱۰۴۵ فقیر اللہ صاحب گنجوپورہ
۱۰۴۶ منشی لال الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۰۴۷ مسماۃ ہاجرہ بیگم صاحبہ " پشاور
۱۰۴۸ شیخ عبدالحمید صاحب جالندھر چھاؤنی
۱۰۴۹ محمد شفیع صاحب ضلع شیخوپورہ
۱۰۵۰ غلام محمد صاحب " جہلم
۱۰۵۱ فخرالدین صاحب کاچی گوڑہ
۱۰۵۲ بہنگا صاحب ضلع امرتسر
۱۰۵۳ غنہ صاحب " "
۱۰۵۴ چودھری سلطان احمد صاحب ضلع میرپور سندھ
۱۰۵۵ محمد علی صاحب کاچی گوڑہ
۱۰۵۶ مسماۃ برکت صاحبہ قادیان
۱۰۵۷ سیدہ احمدالنساء بیگم صاحبہ سکندرآباد دکن
۱۰۵۸ امام بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۱۰۵۹ شفیع محمد صاحب ضلع نوابشاہ سندھ
۱۰۶۰ عمرالدین صاحب " لاڑکانہ
۱۰۶۱ محمد سلیمان صاحب " نوابشاہ سندھ
۱۰۶۲ احمد بخش صاحب " "
۱۰۶۳ محمد حنیف صاحب قادیان

۱۰۶۴ ڈاکٹر محمد اعظم صاحب لائل پور
۱۰۶۵ احمد خان صاحب ڈیرہ دون چھاؤنی
۱۰۶۶ کمال دین صاحب ضلع بجنور
۱۰۶۷ عبدالعزیز خانصاحب " ہوشیارپور
۱۰۶۸ شیر محمد خان صاحب " "
۱۰۶۹ میاں رحیم بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۰۷۰ روشن بی بی صاحبہ " "
۱۰۷۱ سردار علی صاحب " "
۱۰۷۲ اسمٰعیل صاحب " "
۱۰۷۳ احمد بخش صاحب " "
۱۰۷۴ عبدالخالق صاحب جالندھر چھاؤنی
۱۰۷۵ اللہ دتا صاحب ضلع لائل پور
۱۰۷۶ ہمشیرہ ماسٹر محمد علی صاحب " پشاور
۱۰۷۷ فضل کریم صاحب " شاہ پور
۱۰۷۸ محمد اسحاق صاحب " "
۱۰۷۹ راج بی بی صاحبہ زوجہ فضل کریم صاحب
ضلع شاہ پور
۱۰۸۰ امام الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۰۸۱ اللہ دتا صاحب " "
۱۰۸۲ عبداللہ صاحب " ہوشیارپور
۱۰۸۳ جمعہ صاحب ریاست پونچھ
۱۰۸۴ دل محمد صاحب "
۱۰۸۵ شیخ برکت اللہ صاحب لاہور
۱۰۸۶ جنڈوڈی زوجہ غلام محمد صاحب ضلع ملتان
۱۰۸۷ ڈاکٹر سید محمد حیدر صاحب پورینہ
۱۰۸۸ حسن بی بی صاحبہ ضلع گجرات
۱۰۸۹ مستری الہ دین صاحب " گورداسپور
۱۰۹۰ غلام احمد صاحب " "
۱۰۹۱ خان محمد صاحب " فیروزپور
۱۰۹۲ راجہ محمد یعقوب خانصاحب کشمیر
۱۰۹۳ چودھری محمد حسین صاحب نمبردار ضلع گورداسپور
۱۰۹۴ چودھری غلام محی الدین صاحب " "
۱۰۹۵ چودھری فتح محمد صاحب " "
۱۰۹۶ چودھری دل محمد صاحب " "
۱۰۹۷ غلام جان صاحب " پشاور
۱۰۹۸ منگو خان صاحب " مین پوری
۱۰۹۹ محمد عظیم صاحب " "
۱۱۰۰ تاج خان صاحب " "
۱۱۰۱ دلاور خان صاحب " "

۱۱۰۲ جعفر علی صاحب ضلع مین پوری
۱۱۰۳ فتح خان صاحب " "
۱۱۰۴ مصری خان صاحب " "
۱۱۰۵ محمد احسان اللہ صاحب ریاست خیرپور میرس
۱۱۰۶ الٰہی بخش صاحب " "
۱۱۰۷ شاہ محمد صاحب ضلع گجرات
۱۱۰۸ مولا بخش صاحب " گوجرانوالہ
۱۱۰۹ مسات اللہ جوائی صاحبہ " لائل پور
۱۱۱۰ سید ابراہیم علی صاحب بی-اے-
سب رجسٹرار رنگ پور
۱۱۱۱ مطالب الدین صاحب رنگ پور
۱۱۱۲ نظیر النساء صاحبہ "
۱۱۱۳ ضمیرن صاحبہ "
۱۱۱۴ امداد حسن صاحب "
۱۱۱۵ ایثارالدین احمد صاحب "
۱۱۱۶ محمد اعظم صاحب " لائل پور
۱۱۱۷ عبداللہ صاحب کوچال مالابار
۱۱۱۸ رضا محمد صاحب ضلع مظفرگڑھ
۱۱۱۹ باغ علی صاحب " گجرات
۱۱۲۰ میاں اسمٰعیل صاحب " ہوشیارپور
۱۱۲۱ غلام محمد صاحب " "
۱۱۲۲ مولا بخش صاحب " "
۱۱۲۳ دین محمد صاحب " "
۱۱۲۴ شفیع محمد صاحب " "
۱۱۲۵ سید محمود احمد صاحب " گورداسپور
۱۱۲۶ جان محمد صاحب " ہوشیارپور
۱۱۲۷ عطاء محمد صاحب " "
۱۱۲۸ مہردین صاحب " "
۱۱۲۹ چودھری غلام حسین صاحب " گورداسپور
۱۱۳۰ غلام فاطمہ صاحبہ " "
۱۱۳۱ رحیم بی بی صاحبہ اہلیہ ماسٹر عبداللہ صاحب
بی اے بی ٹی ضلع گورداسپور
۱۱۳۲ حسن بی بی صاحبہ " "
۱۱۳۳ حمیدہ بیگم صاحبہ " "
۱۱۳۴ فتح محمد صاحب " گجرات
۱۱۳۵ فضل بی بی صاحبہ " "
۱۱۳۶ والدہ فتح محمد صاحب " "
۱۱۳۷ محمد عبدالصمد صاحب کلکتہ
۱۱۳۸ ڈلٹن صاحب سماٹرا

۱۱۳۹ عمر صاحب سماٹرا
۱۱۴۰ پولو صاحب "
۱۱۴۱ طیب صاحب "
۱۱۴۲ سید بنن شاہ صاحب ضلع نوابشاہ سندھ
۱۱۴۳ غلام علی صاحب " "
۱۱۴۴ چودھری محمد یعقوب صاحب جہلم
۱۱۴۵ محمد عبدالصمد صاحب ضلع مین سنگھ
۱۱۴۶ ظہورالدین صاحب " ہوڑہ
۱۱۴۷ سید اشرف علی صاحب کلکتہ
۱۱۴۸ عبدالعزیز صاحب ضلع شاہ پور
۱۱۴۹ محمد بشیر صاحب شملہ
۱۱۵۰ محمد انور صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۱۱۵۱ ہمشیرہ محمد انور صاحب "
۱۱۵۲ رسالدار سید مرجان شاہ صاحب ضلع شاہ پور
۱۱۵۳ ودہا خانصاحب " "
۱۱۵۴ عبدالحق صاحب " "
۱۱۵۵ مرزا محمد عالم صاحب " "
۱۱۵۶ حافظ الدین صاحب " ٹپرہ
۱۱۵۷ حفیظہ بیگم صاحبہ " گوجرانوالہ
۱۱۵۸ رفیقہ صاحبہ " "
۱۱۵۹ محمد علی صاحب " لاہور
۱۱۶۰ حکیم فرزند علی صاحب منٹگمری
۱۱۶۱ مسات خاتون صاحبہ ضلع فیروزپور
۱۱۶۲ مولا داد صاحب " سیالکوٹ
۱۱۶۳ فیض علی صاحب " جہلم
۱۱۶۴ مولوی جالندر شاہ صاحب " کوہاٹ
۱۱۶۵ محمدی صاحبہ " شاہجہانپور
۱۱۶۶ مسماۃ امتہ بی بی صاحبہ " گجرات
۱۱۶۷ مسماۃ عائشہ بی بی صاحبہ " فیروزپور
۱۱۶۸ محمد حنیف صاحب سہارنپور
۱۱۶۹ محمد عبداللہ صاحب ضلع شاہ پور
۱۱۷۰ بشری عنایت اللہ صاحب لاہور
۱۱۷۱ میاں ابراہیم صاحب ننگل متصل قادیان
۱۱۷۲ عزیز دین صاحب " "
۱۱۷۳ بدھ دین صاحب " "
۱۱۷۴ خیرالدین صاحب " "
۱۱۷۵ مولا بخش صاحب " "
۱۱۷۶ فتح محمد صاحب " "
۱۱۷۷ شیر محمد صاحب " "

(باقی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گورنر بنگال نے ۱۰ جون کو گزٹ میں اعلان کیا ہے کہ عوام الناس مفروروں اور انقلاب پسندوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ اخبارات پولیس اور فوج کے متعلق ایسی اطلاعیں نہ شائع کریں۔ جن سے انارکسٹوں کو امداد مل سکے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ ان کی نقل و حرکت کو روکنے کے لئے وہ جس علاقہ کے لوگوں کو چاہیں۔ طلوع آفتاب سے اسکے غروب تک باہر نکلنے کی ممانعت کر دیں پولیس اور فوج والے جس شخص کے متعلق خیال کریں کہ وہ انقلاب پسندوں کی امداد کے لئے کوئی اطلاع یا اسلحہ لے جا رہا ہے۔ وہ اسے روک سکتے ہیں۔

امریکہ سے ۱۰ جون کی خبر ہے کہ بدمعاشوں کے جس گروہ نے کرنل لنڈبرگ کے بچہ کا اغوا کیا تھا۔ اس کے سرغنہ نے آخرکار اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا ہے۔

لاہور میں تھوڑا عرصہ ہوا۔ جو فسادات ہوئے تھے۔ ان میں ایک مسلمان کو ہلاک کرنے کے الزام میں ۹ ہندو ۱۰ جون کو سشن سپرد کئے گئے۔

گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے صدر ماسٹر تارا سنگھ دسوندا امر سنگھ جھبال سنٹرل جیل لاہور میں تھے۔ لیکن ۱۲ جون کو انہیں اپنے اپنے گاؤں میں پہنچا کر نظر بند کر دیا گیا ہے۔

میسور اسمبلی میں ۱۲ جون کو اس امر پر بحث ہوئی۔ کہ ۱۷۹۹ء کے معاہدہ کے رو سے میسور سٹیٹ نے امپیریل گورنمنٹ کو جو خراج دینا منظور کیا تھا۔ وہ اس بنا پر تھا۔ کہ اس وقت ریاست چاروں طرف سے دشمنوں سے گھری ہوئی تھی۔ اور انگریزوں نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہ خراج اس کا حق الخدمت تھا۔ مگر اب چونکہ یہ صورت موجود نہیں اس لئے یہ بند کیا جائے۔ انگریز ممبروں نے بھی اس کی تائید کی۔ مگر تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

پنجاب کے ہندوستانی عیسائیوں کا ایک جلسہ ۱۲ جون کو لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ وہ ہندو سبھا کے اقلیتوں کے معاہدہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔

بمبئی میں چند روز امن رہنے کے بعد ۱۲ جون کو پھر سے دنگے حملے ہوتے شروع ہو گئے لیکن فساد نے عام صورت اختیار نہیں کی۔ پولیس نے بہت جلد قابو پا لیا۔

ہندو سبھا ریاست حیدرآباد کے ہندوؤں کے منع کرنے کے باوجود وہاں فتنہ انگیزی کے ارادہ سے باز نہیں آتی۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ ایک وفد جس میں ڈاکٹر مونجے۔ بھائی پرمانند۔ اور راجہ نریندر ناتھ جیسے زہریلے اور متعصب لوگ ہیں۔ عنقریب حیدرآباد جانے والا ہے۔ جو کوشش کریگا۔ کہ ہر قریہ اور ہر شہر میں ہندو سبھا کی شاخیں قائم کی جائیں۔

مسٹر ڈی ولیرا جو انگلستان کے ارباب حل و عقد کے ساتھ گفت و شنید کرنے گئے تھے۔ ۱۱ جون کو ناکام ڈبلن واپس پہنچ گئے۔

ریاست کشمیر میں جو فرنچائز کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ اس کے سلسلہ میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ دو ماہ کے اندر اندر ہر قسم کے بیان اور شہادتیں پیش کر دی جائیں۔

وزیر ہند نے انڈین سول سروس کے سالانہ ڈنر پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ انڈین سول سروس دنیا کی قدیم ترین سول سروس ہے۔ اس محکمہ نے ہندوستان کو ایسے انصاف سے روشناس کیا ہے۔ جو پہلے مشرق نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ جو وعدے ہندوستان سے کئے گئے ہیں۔ وہ مزید پورے کئے جائیں گے۔

نیویارک کی کمیونٹی چرچ کی طرف سے ہر سال اس شخص کو ایک تمغہ دیا جاتا ہے جس کے متعلق سمجھا جائے۔ کہ اس نے مذہبی نقطہ نگاہ سے دنیا کی بہترین خدمت کی ہے اور ملاپ راوی ہے کہ اب یہ تمغہ گاندھی جی کو دینے کا فیصلہ کیا ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو کہنا پڑے گا۔ کہ

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن

احمد آباد کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ ایک انگریزی پارچہ کی دوکان پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ نیز سرخ اشتہارات چسپاں کئے گئے۔ جن میں بدیشی کپڑے کے تاجروں کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے ایسے عدم تشدد کے اظہار کے لئے گاندھی جی کے وطن سے زیادہ موزوں جگہ کون سی ہو سکتی ہے۔

الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر شاہ محمد سلیمان رخصت پر جا رہے ہیں۔ اور سر لال گوپال مکرجی ان کی جگہ کام کریں گے۔

مقدمہ سازش میرٹھ کے ایک ملزم نے عدالت میں حاضری سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے وکیل استغاثہ کی درخواست پر الہ آباد ہائی کورٹ نے اس کی عدم موجودگی میں کارروائی جاری رکھنے کا حکم صادر کیا ہے۔

شملہ سے ۱۱ جون کی خبر ہے کہ لبرل لیڈر حکومت اور کانگرس کی مصالحت کے سلسلہ میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کے لئے یہاں آ رہے ہیں۔ ان کی طرف سے مالوی جی کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ امید ہے سر سپرو اور مسٹر جیکر وغیرہ گاندھی جی کی ملاقات کے لئے جلد پونہ جائیں گے۔

درہ خیبر کے آفریدیوں نے ایک اعلان شائع کر کے اہل ہند کو اپنے ایک نمائندہ وفد سے روشناس کرایا ہے جو ان کے حالات سے اہل ہند کو آگاہ کرنے اور ان کے ساتھ روابط قائم کرنے کی غرض سے برطانی ہند میں آیا ہے۔

پنڈت مالویہ نے ۱۱ جون کو بنارس سے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں ہندوؤں سے اچھوت پن کو دور کرنے کے لئے اپیل کی ہے اور انہیں مشورہ دیا ہے کہ دسہرہ کی تقریب پر اپنے مندروں کے دروازے اچھوتوں کے لئے کھول دیں۔ لیکن پہلے اعلانات کا کونسا اثر ہوا ہے کہ اس سے کسی بہتری کی امید ہو سکے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فرید پور (ہندو) اور سپرنٹنڈنٹ پولیس (مسلم) ۱۳ جون کی شب ٹرین میں جا رہے تھے کہ ان کے کمپارٹمنٹ پر بم پھینکا گیا لیکن نشانہ خطا ہوا اور دوسرے کمپارٹمنٹ پر لگا۔ جس کی کھڑکیاں اور بنچ وغیرہ اڑ گئے۔

امرتسر میونسپلٹی کی ایگزیکٹو آفیسری خان بہادر شیخ شاہ نواز کو پیش کی گئی تھی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اس لئے اب خواجہ غلام صادق پریزیڈنٹ کو ہی ایگزیکٹو افسر بنا دیا گیا ہے۔ بلدیہ امرتسر نے اس انتخاب پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے۔

تناولی کے ایک ہندو مندر کی تلاشی لی گئی تو ایک مورتی کے نیچے رکھے ہوئے دو بم برآمد ہوئے۔

شملہ کے ایک حصہ مشوبرہ میں ۱۳ جون کو آگ لگ گئی جس سے لاتعداد درخت جل کر راکھ ہو گئے۔ اور اس خیال سے کہ آگ اور زیادہ نہ پھیلے۔ متعدد درختوں کو کاٹ ڈالا گیا۔ بلدیہ کی قریباً ۱۲ ہزار من لکڑی جل گئی ہے تین چار مکان بھی جل گئے۔

ملتان میں گرمی سارے پنجاب سے زیادہ بڑھ رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ ۱۳ جون کو درجہ حرارت ۱۲۳ ڈ پر پہنچ گیا

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی